www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

منفرع عنوانات کا فہرست میں بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

۹- فہارس : کتاب ہذا کی دو فہرستیں تیار کی گئی ہیں۔ فہرست ۱ اردو عنوانات بہ ترتیب حروف تہجی ہے۔ جس میں ہر عنوان کے ساتھ قرآن میں مستعمل مترادف الفاظ کا ذکر ہے اور یہی اصل فہرست ہے۔ اس فہرست میں ۷۴۲ عنوانات کے تحت بہ تکرار تقریباً ۱۳۰۰ عربی مادے زیر بحث آگئے ہیں۔

فہرست ۲ میں قرآن میں مستعمل شدہ عربی زبان کے الفاظ اور مادوں کو حروف تہجی کی ترتیب سے تیار کیا گیا ہے اور یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ فلاں مادہ کون کون سے اردو عنوان کے تحت یا ضمیمہ میں درج ہے بایں ہمہ چند ایسے الفاظ رہ گئے جن کا نہ کوئی مترادف تھا، نہ وہ ضمیمہ جات میں درج ہو سکے۔ مثلاً بَکٰی بمعنی رونا یا اَثَّمَ (تاثیما) بمعنی گناہ میں مبتلا کرنا، ایسے الفاظ کو بھی ہم نے اس فہرست میں درج کر دیا ہے اور اس کا معنی، سورت اور آیت کا نمبر دے کر ارد گرد بریکٹ لگا دی ہے۔ جیسے (بَکٰی رونا ۷۶/۱۶) یا اَثَّمَ... تاثیما گناہ میں ڈالنا (۷۶/۱۶) ان درج شدہ نمبروں میں اوپر کا نمبر سورت کا ہے جو الدّہر ہے اور نچلا نمبر آیت کا ہے۔ گویا یہ لفظ سورۂ دہر کی سولہویں آیت میں مذکور ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مادہ جتنے بھی ابواب کے تحت قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ ان سب ابواب کا ذکر اس فہرست میں کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ فہرست قرآن کریم کی ایک مختصر اور جامع ڈکشنری کا کام دے سکتی ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں آپ کو عربی زبان کی وسعت کا علم ہوگا وہاں آپ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت سے بھی محظوظ ہو سکیں گے۔ فصاحت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آپ بیان کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے موزوں ترین کونسا لفظ استعمال ہو سکتا ہے اور بلاغت یہ ہے کہ اپنا مافی الضمیر پورے کا پورا مختصر اور جامع الفاظ میں مخاطب کے سامنے پیش کر دیا جائے اور اس میں کوئی بات مبہم نہ رہ جائے۔ مترادف الفاظ کا ذیلی فرق ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ خود بھی یوں محسوس کرنے لگیں گے، گویا قرآن کے نئے معانی و مفہوم آپ کے ذہن میں اتر رہے ہیں اور آپ اس کی فصاحت و بلاغت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اس کتاب کی ترتیب و تدوین پر جتنی کوشش اور محنت صرف ہوئی وہ تو میں ہی جانتا ہوں۔ اگر دل کی لگن اور خدمتِ قرآن کریم کا جذبہ کارفرما نہ ہوتا تو شاید یہ کام سرانجام نہ پا سکتا۔ بہرحال یہ اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے جس میں خطا، نسیان اور بھول سب باتوں کا امکان ہے۔ قارئین اور علماء حضرات سے التماس ہے کہ اگر وہ اس میں کچھ غلطی دیکھیں تو اسے بشریت کے تقاضا پر اور میری لاعلمی پر محمول کرتے ہوئے براہِ کرم مجھے اس کی اطلاع دیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی جا سکے اور اگر اس سے مستفید ہوں تو اسے اللہ کی مہربانی سمجھیں اور میرے حق میں دعائے خیر کر دیں۔ بس یہی اس محنت کا حقیقی صلہ ہو سکتا ہے۔

جن حضرات نے اس کام میں میرے ساتھ تعاون فرمایا میں ان کا بیحد ممنون ہوں بالخصوص حافظ عبدالسلام صاحب بھٹوی کا اور اپنے بیٹے حافظ شفیق الرحمٰن کا جنھوں نے قرآنی آیات کی آخری ریڈنگ کی ذمہ داری قبول کی۔ والسلام!

عبدالرحمٰن کیلانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (۵۷/۱۳) — اس دیوار کی اندرونی جانب رحمت ہے اور بیرونی جانب سامنے عذاب ہے۔

دوسرے مقام پر ہے:

اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (۱۷/۹۲) — یا تم اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ

۲- بَيْنَ يَدَيْ اور بَيْنَ اَيْدِيْ (لفظی معنی ہاتھوں کے درمیان) کنایۃً اور محاورتاً معنی آگے یا سامنے۔ (ضد خلف) اس کا استعمال ظرف زمان اور مکان دونوں طرح ہوتا ہے۔ زمانی کی صورت میں اس کا معنی اس وقت کے موجود لوگ یا اس دور کے لوگ ہوگا لیکن عام طور پر اس کا معنی اگلے کر لیا جاتا ہے۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا۔ (۲/۶۶) — تو ہم نے اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کے لیے اور بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت بنا دیا۔

اور مکانی کی صورت میں اس کا معنی آگے یا آگے آگے ہوگا۔ ارشادِ باری ہے:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (۱۳/۱۱) — اس کے آگے اور پیچھے خدا کے چوکیدار ہیں جو خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

ماحصل: قُبُل اور اس کے مشتقات میں دو چیزوں کا آمنے سامنے یا آگے اور سامنے ہونا) یا رُو در رُو ہونا ضروری ہے جبکہ بَيْنَ يَدَيْ خواہ زمانی ہو یا مکانی) میں چیزوں کا آمنے سامنے ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

۲۲- آگے بڑھنا

کے لیے قَدِمَ اور اِسْتَقْدَمَ، سَبَقَ اور اِسْتَبَقَ، اَقْبَلَ اور اِسْتَقْبَلَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱- تَقَدَّمَ: کے معنی آگے چلنا، قدموں پر چلنا اور کسی کے آگے چلنا ہے (مف) قرآن میں ہے:

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ (۱۱/۹۸) — (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے چلے گا اور ان کو دوزخ میں جا اتارے گا۔

اور اِسْتَقْدَمَ- آگے بڑھنے کا ارادہ رکھنا (مف) اور اس کی ضد اِسْتَاْخَرَ ہے (مف) ارشاد باری ہے:

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (۷/۳۴) — جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں کر سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں۔

۲- سَبَقَ: کے معنی آگے بڑھنا، پیش پیش ہونا، سبقت کرنا۔ اَلسَّبَقُ: شرط جو آگے نکل جانے پر رکھی جاتی ہے اور سابق بمعنی دوڑ سے جیتنے والا گھوڑا اور سَبَّقَ کے معنی شرط لینا دینا ہوتا ہے (منجد) گویا سبق میں مقابلۃً آگے نکل جانے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (۵۹/۱۰) — اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے ان بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں (سب کے) گناہ معاف فرما۔

اور اِسْتَبَقَ: کے معنی جلد آگے بڑھنے کی کوشش کرنا (منجد) یا آگے بڑھنے کے لیے دوڑ لگانا (مف) کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَعْد ہی آتی ہے) ارشاد باری ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ (۴۱/۱۶)

ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں زور کی ٹھنڈی ہوا چلائی۔

۳- طائر: طَارَ بمعنی پرند وغیرہ کا ہوا میں اُڑنا اور طَائِر (ج طیر) بمعنی پرندہ ہے۔ چونکہ پرندوں سے فال لینے کا رواج عام تھا۔ لہٰذا طائر کا لفظ فال یا شگون لینے کے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا۔ اس لفظ کا استعمال عموماً بُرے معنوں میں ہوتا ہے۔ اِطَّيَّرَ اور تَطَيَّرَ کے معنی بدفالی یا بُرا شگون لینا ہے (ضد تَيَمَّنَ اور تَبَرَّكَ) گویا طائر کا اصل معنی بدبختی نہیں بلکہ بدبختی کی فال لینا ہے۔ قرآن میں ہے:

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ (۳۶/۱۸)

کافروں نے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں نامبارک سمجھتے ہیں۔

تو ان پیغمبروں نے یہ جواب دیا کہ:

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ (۳۶/۱۹)

پیغمبر کہنے لگے کہ تمہاری بدبختی تمہارے ساتھ ہے۔

۴- شؤم: اَلشَّامَةَ الْمَشْئَمَةَ بمعنی نحوست۔ بے برکتی اور بایاں پہلو (منجد) اور بایاں پہلو بھی نحوست کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اور شامت دراصل ایسی بدشگونی کو کہتے ہیں جو اپنے اعمال کے نتیجہ میں متوقع ہو۔ شامتِ اعمال مشہور لفظ ہے اور تَشَاءُم بمعنی بُری فال لینا (ضد تَيَمُّن) ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (۹۰/۱۷ تا ۱۹)

پھر ان لوگوں میں داخل ہوا جو ایمان لائے اور صبر کی تلقین اور لوگوں پر شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے یہی لوگ صاحب سعادت ہیں اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا، یہی لوگ بدبخت ہیں۔

۵- حسوم: الحسم بمعنی چیز کو کاٹنا اور اس کے نام و نشان تک کو مٹا دینا اور زائل کر دینا۔ اور حُسَام بمعنی تلوار۔ پھر حسوم ایسی نحوست یا عذاب کو بھی کہتے ہیں کہ انسان کا نام و نشان تک مٹا ڈالے (مف) ارشاد باری ہے:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ۔ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى۔ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔ (۶۹/۶ تا ۷)

رہے عاد تو ان کا نہایت تیز آندھی سے ستیاناس کر دیا گیا۔ خدا نے اس ہوا کو سات دن اور آٹھ راتیں لگاتار چلائے رکھا۔ تو تو دیکھے انہیں پچھڑے ہوئے، گویا وہ ہیں کھجوروں کی کھوکھلی جڑیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّنْتَظِرُ (۲۳/۲۳) اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں۔

۲۔ پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا۔(عثمانی)

۵۔ اسبغ ، سبغ کا لفظ کسی چیز کے تمام اور کمال پر دلالت کرتا ہے (م۔ل) اور امام راغب کے نزدیک اس میں وسعت اور آسانی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور سابغ کھلی زرعہ کو کہتے ہیں (مف) اور اسبغ کے معنی کسی کام کو اس طرح پورا کرنا کہ اس میں کچھ کسر یا کمی بھی نہ رہے۔ اور غرض و غایت بھی پوری ہو جائے۔ اور اس لفظ کا استعمال عموماً وضو اور نعمتوں کے پورا کرنے کے لیے ہوتا ہے ارشادِ باری ہے:

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (۳۱/۲۰) اور خدا نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔

ماحصل: (۱) اَتَمَّ: کسی چیز کو اس طرح پورا کرنا کہ اس میں کوئی کسر یا کمی نہ رہ جائے اور اس کا استعمال مدت، مقدار یا گنتی پورا کرنے کے لیے ہے۔

(۲) اَکْمَلَ: کسی چیز کو اس طرح پورا کرنا کہ اس کی غایت پوری ہو جائے۔

(۳) اَوْفٰی: عہد، ماپ تول، اجرت، قدر اور زندگی پورا کرنے کے لیے آتا ہے۔

(۴) قَضٰی: جب اس کی نسبت انسان کی طرف ہو تو ذمہ داری پوری کرنا اس سے فارغ ہونے کے لیے آتا ہے۔

(۵) اَسْبَغَ: کسی چیز کو اس طرح پورا کرنا کہ اس میں کمی بھی نہ رہے اور غایت بھی بطریق احسن پوری ہو جائے۔

پوشیدہ ہونا کیلیے دیکھیے "چھپنا"

۲۵۔ پوشاک

کے لیے لِبَاس اور کِسْوَة کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ لَبِسَ يَلْبَسُ۔ فعل ماضی میں ب مکسور اور مضارع میں مفتوح بمعنی کپڑا یا لباس پہننا اور لباس بمعنی کسی کی اپنی پوشاک۔ ارشادِ باری ہے،

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور موتی۔

وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيْرٌ (۲۲/۲۳) اور وہاں (جنت میں) ان کا لباس ریشمی ہوگا۔

۲۔ کِسْوَة: کَسَا۔ يَكْسُوا بمعنی کسی دوسرے کو کپڑا پہنانا اور کِسْوَة بمعنی کسی دوسرے کی پوشاک یا لباس۔ ارشادِ باری ہے:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (۲/۲۳۳) اور ان مطلقہ عورتوں کی خوراک اور پوشاک دستور کے مطابق باپ کے ذمہ ہے۔

ماحصل: جو پوشاک اپنے لیے ہو وہ لباس ہے اور جو دوسرے کے لیے تیار کی جائے وہ کِسْوَة ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں گے۔ اور جنتی لوگ اس میں اقامت پذیر ہوں گے۔ ارشادِ باری ہے:

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (۹۸/۸)
ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

۳۔ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ، فِرْدَوْس بمعنی سرسبز وادی (منجد) اور فردوس بمعنی رودبار میں واقع باغ جس میں ہر قسم کے پھل اور پھول موجود ہوں (م ل) گویا جَنّٰتُ الْفِرْدَوْس سرسبز، گھنے سائے والے اور ٹھنڈی چھاؤں والے باغ کو کہتے ہیں جو پھولوں کی خوشبو سے معطر اور ہر قسم کے پھل بافراط ہوں۔ بہشت کا وُہ حصہ جس کے لیے حضور اکرمؐ نے مسلمانوں کو دُعا سکھلائی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسَ" اور قرآنِ کریم میں ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ (۱۸/۱۰۸)
جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں بھلے کام۔ ان کے واسطے ہیں ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی۔ (عثمانیؒ)

۴۔ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ: نَعْمَ بمعنی آرام و آسائش و عیش و عشرت کا سامان اور پاکیزہ زندگی (م ل) گویا جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ایسے باغات ہیں جن میں باغ کی خوبیوں کے علاوہ آسائش رہائش کے دوسرے لوازم بھی موجود ہوں۔ ارشادِ باری ہے:

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (۶۸/۳۴)
پرہیزگاروں کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں نعمتوں والے باغ ہیں۔

۱۵ —— جنگ

کے لیے حَرْبٌ، قِتَالٌ، زَحْفٌ، بَأْسٌ، جِهَادٌ اور غُزًّى کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ قِتَال: قَتَلَ بمعنی کسی کو مار ڈالنا۔ اور قِتَال بمعنی ایسی لڑائی جس میں ایک دوسرے کو مار ڈالنے کا ارادہ ہو۔ ارشادِ باری ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ (۲/۲۱۶)
تم پر (خدا کے راستے میں) لڑنا فرض کیا گیا ہے جو تمہیں ناگوار ہے۔

اور کبھی قتال بمعنی مَقْتَل یا میدان کارزار بھی آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (۳/۱۲۱)
اور (اس وقت کو یاد کرو) جب تم صبح کو اپنے گھر سے روانہ ہو کر ایمان والوں کو لڑائی کے لیے مورچوں پر موقع بہ موقع متعین کرنے لگے۔

۲۔ حَرْب: حَرَبَ بمعنی لُوٹ لینا یا چھین لینا۔ اور حَرْبَةٌ نیزہ، برچھی یا برچھے کو کہتے ہیں (منجد) اور اَحْرَبَ الْحَرْبَ کے معنی لڑائی کو بھڑکانا یا دشمن کا مال لوٹنے کے لیے کسی کی راہنمائی کرنا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر ہے:

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (۶/۲۶)
وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور خود بھی پرے رہتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے آپ ہی کو ہلاک کرتے ہیں مگر وہ (اس سے) بے خبر ہیں۔

۴۔ کَفَّرَ (عن) کَفَرَ بمعنی چھپانا۔ اور کُفْرَۃ بمعنی رات کی سیاہی۔ اور کَفَّارَۃ وہ عمل ہے جس کی ادائیگی سے گناہ پر پردہ پوشی ہو جائے۔ اور کَفَّرَ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی برائیوں کو دور کر دینا ہے۔ اور کَفَّرَ کا تعلق سیّئات سے ہے جیسے کہ عَفَا کا ذنوب سے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ (۵/۶۵)
اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم اُن سے اُن کی برائیاں دور کر دیتے۔

۵۔ قَضٰی: کا لغوی معنی دور کرنا نہیں بلکہ جب اس کی نسبت انسان کی طرف ہو تو ذمہ داری کو پورا کرنا ہوتا ہے جیسے:

فَلَمَّا قَضٰى مُوسَى الْأَجَلَ (۲۸/۲۹)
جب موسیٰ علیہ السلام مقررہ مدت پوری کر چکے۔

البتہ درج ذیل آیت میں اپنی زبان کے محاورہ کے لحاظ سے اس کا معنی دور کرنا کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی کام کی تکمیل کا حصہ ہے۔

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ (۲۲/۲۹)
پھر انہیں چاہیے کہ میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں۔

ماحصل: (۱) بُعْد: عام ہے، ہر طرح کی دوری کے لیے۔

(۲) قَصَا، متعین مقام کے مکینوں سے دوری کے لیے۔

(۳) نَاٰی: ظرف زمانی۔ از راہِ تکبر دور رہنے کے لیے۔

(۴) کَفَّرَ: (عن) اللہ تعالیٰ کا سیئات کو حسنات کی بنا پر دور کرنے کے لیے آتا ہے۔

(۵) قَضٰی، کسی بڑے کام کی تکمیل کے بعد تتمہ کے طور پر کوئی کام کرنا۔

نیز دیکھیے ——— "ہٹانا"

۲۰ ——— دوڑنا

کے لیے سَرَعَ، سَعٰی، زَفَّ، رَکَضَ، جَمَحَ، هَرَعَ، نَسَلَ، اَوْفَضَ، هَطَعَ، ضَبَحَ، سَبَقَ اور اِسْتَبَقَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ سَرَعَ: بمعنی جو کام کرنے کا ہو اس میں دیر نہ کرنا اور فوراً کر دینا (مف) اور رفتار میں سَرَعَ سے مراد صرف تیز رفتاری ہے۔ تیز تیز چلنا جبکہ کوئی خطرہ بھی نہ ہو (ف۔ل ۲۳) (ضد بَطَأ) قرآن میں ہے:

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا (۷۰/۴۳)
جس دن وہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکل آئیں گے۔

۲۔ سَعٰی: عام رفتار اور تیز دوڑنے کے درمیان کی چال۔ سَعْی وہ رفتار ہے جیسے صفا و مروہ کے درمیان چلی جاتی ہے (فل ۱۷۰) قرآن میں ہے:

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعٰى (۳۶/۲۰) اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری ہے:

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ۔ (۴۷/۲) (اللہ تعالیٰ نے) اُن سے اُن کے گناہ دُور کر دیے اور اُن کی حالت سنوار دی۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (۷/۵۶) اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا۔

۲۔ زَکّٰی: (زکو) زَکَی اور زَکّٰی کا لغوی معنٰی کھیتی وغیرہ کا بڑھنا اور زیادہ ہونا ہے۔ اور زَکّٰی مَالَہٗ بمعنی مال کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور زَکّٰی نَفْسَہٗ بمعنی اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہے (منجد) لیکن شریعت نے لفظ تَزْکِیَہ کو اصطلاح کے طور پر پاک کرنا اور اصلاح کرنا کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اور تزکیہ نفس بمعنی نفس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرنا اور اچھے اخلاق میں اضافہ کرنا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (۹۱/۹-۱۰) جس نے اپنے نفس (یعنی رُوح کو) پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وُہ خسارے میں رہا۔

ماحصل: اِصْلَاح کا لفظ ہر قسم کے بگاڑ کو سنوارنے کے لیے آتا ہے جبکہ زَکّٰی کا لفظ نفس کے بگاڑ کو درست کرنے پھر اس میں اعلیٰ اخلاق کا اضافہ کرنے کے لیے آتا ہے۔

۲۳ ــــ سوار ہونا ــ کرنا

کے لیے رَكِبَ اور اِسْتَوٰی (سوی) عَلٰی اور حَمَلَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ رَكِبَ: بمعنی کسی سواری پر سوار ہونا۔ کسی جانور کی پیٹھ ہو یا کشتی وغیرہ۔ اور رِکَاب بمعنی سواری۔ سواری کا اونٹ۔ اور راکب بمعنی سوار۔ بالعموم شتر سوار کے لیے مستعمل ہے۔ اور رَکْب بمعنی شتر سواروں کا قافلہ۔ قرآن میں ہے:

حَتّٰى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا۔ (۱۸/۷۱) یہاں تک کہ وُہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو اس (خضر) نے کشتی کو توڑ ڈالا۔

۲۔ اِسْتَوٰی عَلٰی: بمعنی سوار ہونے کے بعد سنبھلنا۔ جم کر بیٹھ جانا۔ قرار پکڑنا۔ ارشادِ باری ہے:

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ (۴۳/۱۳) تاکہ تم ان (چارپایوں) کی پیٹھ پر سوار ہو اور جب اس پر جم کر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کے احسان کو یاد کرو۔

۳۔ حَمَلَ: کا بنیادی معنی بوجھ اٹھانا اور اَحْمَلَ بمعنی بوجھ اُٹھانے میں مدد دینا ہے۔ پھر جب یہ بوجھ کسی انسان کا ہو اور اسے کسی جانور یا سواری پر لادنا ہو تو حَمَلَ کا لفظ ہی سوار کرنا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پر (الزام) ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ (۱۱/۳۸) — اے نوحؑ! ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی (کی ہدایات) کے مطابق ایک کشتی تیار کرو۔

۴۔ صَدَعَ: بمعنی کسی کام کو کر گزرنا (منجد) مشکلات کے باوجود تکلیف سہہ کر کوئی کام کرنا۔ اور صَدَعَ بِالْحَقِّ حق کا کھلے طور سے اظہار کرنا۔ اور صَدَعَ الشَّیْ بمعنی کسی شے کو پھاڑنا مگر جدا نہ کرنا (منجد) ارشادِ باری ہے:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۵/۹۴) — پس جو حکم تم کو (خدا کی طرف سے) ملا ہے وہ کر گزرو۔ اور مشرکوں کا خیال نہ کرو۔

۵۔ جَرَحَ: جرح بمعنی زخم (ج جروح) اور جَرَحَ بمعنی زخم لگانا۔ جَرَحَ بِاللِّسَان بمعنی کسی کو زبان سے زخم لگانا۔ زبان سے اذیت پہنچانا۔ کسی کا عیب و نقص بیان کرنا۔ اور جَرَحَ الشَّهَادَةَ بمعنی شہادت کو باطل کرنا (منجد) جب یہ فعل کام کرنے کے مفہوم میں استعمال ہو تو عموماً برے مفہوم میں ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (۶/۶۰) — اور وہی تو ہے جو رات کو (سوتے وقت) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

اور اِجْتَرَحَ بالخصوص ارتکاب کے معنوں میں آتا ہے (مف۔ منجد) اِجْتَرَحَ الْاِثْمَ اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔ ارشادِ باری ہے:

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (۴۵/۲۱) — جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔

۶۔ تَعَمَّدَ: عَمَدَ بمعنی کسی چیز کا قصد کرنا اور ٹیک لگانا۔ اور عَمَد بمعنی ستون (ج عِماد) اور عَمُوْد اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کے سہارے خیمہ کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور تَعَمَّدَ بمعنی دیدہ دانستہ یا جان بوجھ کر کوئی کام کرنا یعنی ایسا کام کرنا جس کے متعلق پہلے علم ہو کہ برا ہے اور اس کی ضد سہو ہے (مف) قرآن میں ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (۴/۹۳) — اور جو شخص قصداً مسلمان کو مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ جلتا رہے گا۔

۷۔ اَمْر: بمعنی کام۔ حالت۔ معاملہ۔ بات۔ قولاً ہو یا فعلاً (ج امور) یہ لفظ فعل سے بھی زیادہ عام ہے کیونکہ اس کا اطلاق افعال کے علاوہ اقوال پر بھی ہوتا ہے۔ نیز ایسے کام یا معاملات پر بھی جن کا تعلق مشیت ایزدی سے ہو (مف) قرآن میں ہے:

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ — (ملکہ سبا نے سرداروں سے کہا) میں اس وقت تک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ تَعَاسَرَ: عُسْر بمعنی تنگی۔ اور عَسَّرَ الْاَمْرَ بمعنی اس نے کسی پر کام کو دشوار کر دیا۔ اور اسے تنگ کر دیا۔ اور تَعَاسَرَ بمعنی ایک دوسرے کی اس طرح مخالفت کرنا کہ دوسرے کے لیے معاملہ دشوار ہو جائے (منجد) تَعَاسَرَ میں مخالفت اور دشمنی میں شدت نہیں ہوتی بلکہ ایک فریق کوئی ایسی بات اختیار کرتا ہے جس سے دوسرے پر تنگی واقع ہو جائے۔ ارشادِ باری ہے:

وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ (۶۵/۶) — اور تم میاں بیوی آپس میں بھلے طریقے سے مشورہ کرو پھر اگر ضد کرنے لگو تو پھر کوئی دوسری عورت (نومولود کو) دودھ پلائے۔

۶۔ عَنَدَ: بمعنی جان بوجھ کر حق اور راہِ حق کی مخالفت کرنا (مف۔ منجد) عَنِيد بمعنی وہ شخص جو راہِ حق سے عناد رکھے اور مخالفت کرے۔ اور عَنُود بمعنی وہ شخص جو صحیح راہ سے ہٹ جائے (مف) ارشادِ باری ہے:

إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا (۷۴/۱۶) — بیشک وہ ہماری آیتوں کا مخالف رہا ہے۔

ماحصل: (۱) خَالَفَ: بمعنی خلاف کرنا۔ اعراض کرنا۔

(۲) ضَدَّ: خالف سے اخص ہے۔ خلاف اور مقابل ہونا۔

(۳) شَاقَّ: مخالف اور دشمن ہونا۔

(۴) حَادَّ: ایسی دشمنی جس سے کوئی مقابلہ پر اتر آئے۔

(۵) تَعَاسَرَ: ایسی ناچاکی جس میں ایک فریق دوسرے پر تنگی پیدا کر دے۔

(۶) عَنَدَ: حق اور راہِ حق کی مخالفت کرنا۔

۱۶۔ مختلف

کے لیے مُخْتَلِف اور شَتّٰی (شَتَّ) کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ مُخْتَلِف: (اختلاف ضد اتفاق) چیزوں کا الگ الگ ہونا۔ طرح طرح یا قسم قسم کا ہونا۔ نوع جدا ہونا۔ کسی معاملہ میں اختلاف (رائے) ہونا۔ ارشادِ باری ہے:

يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ (۱۶/۶۹) — ان (شہد کی مکھیوں) کے پیٹ سے مشروب (شہد) نکلتا ہے۔ جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ (۶/۱۴۱) — اور کھجوریں اور کھیتی اللہ نے پیدا کی جن کے پھل طرح طرح کے ہیں۔

۲۔ شَتّٰی: (شَتَّ) بمعنی کسی چیز کا شیرازہ بکھرنا۔ پراگندہ ہونا ضد اَلَّفَ (م۔ل) بمعنی کسی چیز کے منتشر اجزا کو اکٹھا اور مربوط کرنا۔ اور شتیت بمعنی متفرق پھٹا ہوا ج شَتّٰی (م۔ق) قرآن میں ہے:

تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ (۵۹/۱۴) — تم ان منافقوں کے متعلق خیال کرتے ہو کہ وہ اکٹھے (اور یکجان ہیں) مگر ان کے دل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۱۔ ہمیشہ ہونا۔ رہنا

کے لیے خَلَدَ۔ وَصَبَ۔ ظَلَّ۔ اِسْتَمَرَّ اور ان کے علاوہ افعالِ ناقصہ میں سے دَامَ۔ زَالَ۔ اَبْرَحَ اور فَتَأَ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ خَلَدَ، کا لفظ ہمیشگی کے لیے نہیں بلکہ کسی چیز کا اپنی ابتدا سے عرصہ دراز تک تغیر و فساد پیدا نہ ہونے کے لیے آتا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ اَبَد کے ساتھ تاکید کے لیے آتا ہے اور جہاں محض عرصہ دراز مقصود ہو تو صرف یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ابدا کا لفظ ساتھ نہیں آتا۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (۹۸/۶) — اور جو لوگ کافر ہیں یعنی اہل کتاب اور مشرک۔ وُہ دوزخ کی آگ میں پڑیں گے اور وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اسی سورہ میں جہاں مومنوں کی جزا کا ذکر کیا تو فرمایا:

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (۹۸/۸) — ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وُہ ابدالآباد ان میں رہیں گے۔

اور اَخْلَدَ اور خَلَّدَ دونوں کسی چیز کے ایک حالت پر طویل عرصہ تک برقرار رہنے یا ایک ہی حالت میں رہنے کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا:

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ (۱۰۴/۳) — اس کا خیال ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا

دوسرے مقام پر فرمایا:

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۔ (۵۶/۱۷) — نوجوان خدمتگزار جو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے۔

۲۔ وَصَبَ: ابن الفارس کے نزدیک اس کا معنی محض کسی چیز کا ایک حالت پر دوام ہے (م۔ل) اور صاحب فقہ اللغۃ کے نزدیک شدۃ الوجع (ف۔ل۔۴۸) یعنی درد کی شدت اور صاحب منجد کے نزدیک الواصب بمعنی بہت دور تک پھیلا ہوا بیابان اور وَصَبَ بمعنی دائم ہونا ثابت ہونا۔ اور دائم المریض ہونا (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ (۳۷/۹) — اور ان کے لیے عذاب دائمی ہے۔

دیکھیے یہاں واصِبٌ کے معنی میں دوام، شدت الوجع اور پھیلاؤ تینوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ مگر بعد میں یہ لفظ شدت الوجع کا معنی چھوڑ کر محض شدّت یا مضبوطی اور وسعت و دوام کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ ارشاد باری ہے:

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا (۱۶/۵۲) — اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور اسی کی حاکمیت کو دوام ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ (۴/۱۱) اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو۔

حتیٰ کہ یہ لفظ متبنّٰی پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے،

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (۱۲/۲۱) یا ہم اُسے اپنا بیٹا بنا لیں۔

اگرچہ عرف عام میں نوزائیدہ بچے کو ولید کہتے ہیں اور جب ذرا بڑا ہو جائے تو اسے ولد کہتے ہیں مگر لغوی اعتبار سے دونوں صورتوں میں دونوں لفظوں کا استعمال درست ہے۔ اور ولد کی جمع ولدان آتی ہے جو خدمتگار بچوں کو کہا جاتا ہے خواہ وہ اپنے جنے ہوئے نہ ہوں۔ گویا ولد کا اطلاق دوسرں کے بچوں اور لڑکوں پر بھی ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے ؛

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۔ اور ان کے پاس لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہیں گے۔ (۵۶/۱۹)

۲ــــ غلط العام

۱- تقریر : ہمارے ہاں تقریر کا لفظ خطاب کرنے یا خطبہ دینے یا وعظ کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے جو لغوی کے لحاظ سے درست نہیں۔ قَرّ قرآن میں بھی اور لغوی اعتبار سے بھی دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے (۱) ٹھنڈا ہونا۔ اور قرّۃ عین بمعنی آنکھوں کی ٹھنڈک ۔حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے قرّۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ ارشاد باری ہے ؛

فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا (۱۹/۲۶) اے مریم ! کھاؤ پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔

اور قرّ الیوم بمعنی آج کا دن ٹھنڈا رہا۔ اور اس کا دوسرا معنی قرار پکڑنا اور سکون سے ٹھہرے رہنا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری ہے :

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (۳۳/۳۳) اے نبی کی بیویو! اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ (قرار پکڑو، عثمانی)

اور اَقَرَّ بمعنی اقرار کرنا، ٹھہرا رکھنا۔ اور قَرَّرَ (تقریرا) کا معنی کسی معاملہ کا اقرار کرنا بھی اور حق کا اعتراف کرنا بھی اور کسی پر حق ثابت کرنا بھی ہے (منجد) اور تقریری حدیث ہے وہ ہے کہ کوئی واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش آیا تو آپ نے سکوت فرمایا منع نہیں کیا تو اس کا جواز ثابت ہو گیا۔ گویا وہ معاملہ یا بات اپنی جگہ برقرار رہنے دی گئی۔ ان تمام تصریحات سے واضح ہے کہ تقریر کا لفظ خطاب کے معنوں میں استعمال کرنا قرآن اور لغت دونوں اعتبار سے غلط ہے۔

۲- ذلیل : ذلیل سے ہمارے ہاں رذیل، فقیر یا کمینہ خصلت انسان سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ذلیل کا معنی عاجز ناتوان اور کمزور ہو سکتا ہے۔ کمینہ یا کمینہ خصلت نہیں ہے۔ ذلیل کی ضد عزیز ہے۔ اور عزیز بمعنی بالادست (زیادہ سے زیادہ وسیع معنوں میں) زبردست۔ لہٰذا ذلیل بمعنی زیردست اور کمزور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ